

"اپنے قریبی رشتوں کے حقوق اور انکی حفاظت"

از ایڈووکیٹ نسیم بانو

WIL Forum ویمن اسلامک لائبریری فورم

اگرچہ اسلام کی برکت و رحمت سے ہم آج بھی صرف اسلامی نظریات و اصولوں کی وجہ سے ایک ایسے معاشرے میں جی رہے ہیں جہاں اسلام کے زیریں اصول ہی کی بدولت رشتوں میں پیار و محبت احساس اور ہمدردی کی فضا برقرار ہے اور خاندانی نظام آج بھی برقرار ہے لیکن جو بگاڑ مغربی دنیا میں جاری و ساری ہے اور جن اسباب کے باعث جاری و ساری ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اہل مغرب جس زبوں حالی کا شکار ہے اسکی لپیٹ میں وہ اہل مشرق کا خاندانی نظام متاثر کرنے کے ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں سرگرم ہیں جس کے لئے نوجوان لڑکے اور لڑکی کو خاص نشانہ بنایا جاتا ہے انکو انکے اصل مقصد حیات سے ہٹا کر محض جنسی حصول کی خواہش کا طلبگار بنانے کی سرتوڑ کوششیں جاری ہیں اسکے برعکس ہمارے معاشرے میں علم کی کمی اور نوجوان نسل میں مقصد حیات کا واضح نہ ہونا بھی انکو آسان حدف بنا دیتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ علم کی آگاہی رشتوں کی پاکدامنی کے لئے خاندان کو اتنا مستحکم کیا جائے کہ جس سے مستحکم معاشرہ برقرار رہے۔ یہ تحریر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ جس سے مرد و عورت دونوں کو آگاہی مل سکے۔ کیونکہ معاشرے میں مختلف النوع خوفناکیاں سراٹھار رہی ہیں۔ خواتین کے ظلم و جبر کا ہدف بننا بھی انہی خوفناکیوں میں سے ہے۔

آفاقی تعلیمات کو چھوڑ کر جب ایک انسان ہوائے نفس کا مطیع بن جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان اپنے اصل زمرے سے نکل کر وحشی بن جاتا ہے۔ پھر اس سے شائستگی، نرمی، خیر، اخلاق، انصاف، عدل، پیار و محبت اور ہمدردی کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے۔ یاد رہے کہ قوموں کی شناخت اصول، آدرش اور کسی مقصد حیات سے ہوتی ہے۔ مگر ایسا لگ رہا ہے کہ ہمارے ہاں اصولوں اور آدرشوں کا سینہ چھلنی کیا جا رہا ہے، لیکن یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ اصولوں اور آدرشوں کا سینہ چھلنی کرنے والے گروہ ملا متوں اور نفرتوں کا نشانہ بن رہتے ہیں۔ زمینی حقیقتیں بڑی سخت جان اور ایسی منہ زور ہوتی ہیں کہ آنکھیں بند کر لیں تو بھی صاف دکھائی دیتی رہتی ہیں۔ جب معاشرہ شرف و فساد کے الاؤ کی نذر ہو جاتا ہے تو پھر لاکھ دفعہ دل و دماغ کی شورش کو تھپکیاں دے کر سلا دینے کی کوشش کی جائے لیکن انہیں سلایا نہیں جاسکتا۔ جب ایک مرد منتقم المزاج اور چڑچڑاہو، صنف نازک کے خلاف اسکے سینے میں بل کھاتی کدورت ہو۔ تو بھلا آگ سے کبھی پھول کھلا کرتے ہیں۔ اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں میاں بیوی کی معاندانہ رقابت ختم کس طرح ہو سکتی ہے۔ دونوں میں صبر و تحمل، حلم و بردباری، عفو و درگزر اور رواداری کا جذبہ اور اچھے اخلاق کیسے نمود پان جائیں۔

جب اپنی شریک حیات کے حوالے سے مرد کا غور و فکر، عقل و خرد، تشخیص و توجہ، مصلحت اندیشی و بارآوری اور صحیح و منطقی بنیادوں پر استوار ہو تو پھر شوہر کے ہاتھوں اس کی زوجہ کبھی ہراساں اور پریشان نہیں ہو سکتی۔ پھر گھر ”گل اور باغباں“ کا منظر پیش کرے گا۔ اسلام کے نقطہ نگاہ سے شوہر کا فریضہ ہے کہ گھر میں اپنی اہلیہ کا خیال بالکل ایسے رکھے جیسے نازک پھول کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پھول کے ساتھ زور

زبردستی کیجئے تو وہ ایک لمحہ میں بکھر کر رہ جاتا ہے۔ اگر آپ نے پھول کی نزاکت کو سمجھا اور اس کے ساتھ نزاکت آمیز سلوک کیا تو وہ باعث زینت ہوگا۔ اپنا اثر دکھائے گا۔ اپنے محاسن ظاہر اور نمایاں کرے گا۔ جسمانی اور جذباتی نزاکتوں والی صنف نازک کو اس نظر سے دیکھنے کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ کیوں کہ عورت میں اس زنا نہ نزاکت کو محفوظ رکھا گیا ہے جس کے زیر اثر اس کے تمام جذبات، خصوصیات اور خواہشات ہوتی ہیں۔ عورت سے یہ توقع کیونکر ہونی چاہیئے کہ وہ عورت ہوتے ہوئے بھی مردوں کی مانند کام کرے، اپنی خواہشات مردوں کے مطابق بنائے۔ عورت کے نسوانی انداز کو، جو اس کی ایک فطری اور قدرتی چیز ہے اور جو اس کے تمام جذبات اور سرگرمیوں کا محور بھی ہے، اسلامی طرز فکر میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔

صنف نازک پر ظلم ڈھانے کے اسباب و علل پر غور کیا جائے تو یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ یہ محض انسان کی جہالت کا نتیجہ ہے۔ جاہل انسان کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ اسے کوئی دیکھتا ہے نہ کوئی طاقت اس کی نگرانی کر رہی ہے، ایسے میں حالات کی ستم ظریفی یہ ہوتی ہے کہ عورت کی قدر و منزلت اور مقام و اہمیت کو نہیں سمجھا جاتا۔ اگر اسکی حقیقت کو سمجھا جاتا تو یہ عقدہ خود بخود کھل جاتا ہے کہ عورت و فائیشہ اور ایثار و محبت کا لازوال شاہکار ہے۔ ماں، بیوی، بہن، بیٹی چاہے وہ ان میں سے کسی بھی روپ میں ہو اس کا ہر رشتہ تقدس کا داعی ہے وہ عہد وفا کی سچی اور کردار کی بے داغ ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کے معاشرے میں اس کو وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جس کی وہ حقدار ہے مرد اسے کمزور بلکہ کمتر شے سمجھتا ہے حالانکہ جس دین اسلام کے ہم ماننے والے ہیں اس نے عورت کو صحیح مقام و مرتبہ دیا۔ عزت و توقیر عطا کی اسلام نے عورت کو ظلم کی کال کوٹھری سے نکال کر اسے اس مقام پر بٹھا دیا جس کی وہ حقدار تھی۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کا جو معتبر اور قابل قدر کردار متعین کیا تھا ہم آج اسے ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ بد قسمتی سے اس وقت بھی عصر ماضی کی طرح عالمی سطح پر خواتین لا متناہی اور لائیکل مسائل سے دوچار رہیں اور وہ شدید رنج و الم برداشت کر رہی ہیں۔

خاندان، سماج اور معاشرے کے کثیر الجہت مظالم سے وہ تنگ ہے۔ بالفاظ دیگر وہ گھر کے اندر بھی مظلوم ہے اور معاشرے میں بھی۔ گھر کے اندر عورتوں پر مردوں کا سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ مرد، عورت کو اپنی شریک حیات نہیں سمجھتا بلکہ ایک نوکرانی سے بھی گئی گذری شے سمجھی جاتی ہے۔ اسی لئے وہ پیار اور محبتوں کے تمام جذبات و احساسات کو عورت پر نثار نہیں کرتا حالانکہ اسے یہ کرنا چاہئے۔ بد معاش قسم کے مرد گھر کے باہر غیر اخلاقی حرکتوں، عیاشیوں اور شہوانی مشغلوں میں مصروف ہیں جبکہ اپنے گھر کے اندر اس کی طرف سے ایک سرد مہری اور بے رخی کا انداز اور رویہ قائم ہے جو بالآخر منتقم المزا جی، بد اخلاقی اور زور و زبردستی کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ گھر کو خوشحال بنانے کے لئے سب سے اہم بات میاں و بیوی کا باہمی تعاون اور تال میل ہوتا ہے۔ ایک والد اپنی بیٹی کو معلوم نہیں کیسی کیسی زحمتیں گوارا کر کے پیار محبت سے پالتا پوستا ہے۔ وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی جو ماں باپ کے گھر میں ہنوز بچی ہی شمار کی جاتی ہے۔ لیکن جب اس کا نکاح ہو جاتا ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر چلی جاتی ہے جہاں اس سے یکبارگی یہ توقع لگائی جاتی ہے کہ وہ میکے کی ہر بات سمجھے، ہر کام انجام دے اور ہر ہنر سے واقف ہو۔ اس سے ذرا سی غلطی ہوئی نہیں کہ چڑھائی کر دی جاتی ہے جو ہر گز قرین انصاف نہیں۔ انہی اور ان جیسے بسیا ر جو ہات کے باعث آج عورت کو معاشرے اور خاندان میں نہ صرف متعصبانہ رویوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے بلکہ

اسے طرح طرح ہر اس اور بتلائے رنج و غم رکھا جاتا ہے۔

آزاد خیال سوچ کا المیہ یہ ہے کہ وہ عورت کو تجارتی مال اور کاروباری تشہیر کے ایک ذریعے سے زیادہ خیال نہیں کرتی۔ آزاد خیال اشرافیہ اسے کاروبار اور منافعوں کی بڑھوتری کے لئے ایک آلہ کار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ایک طرف اگر ظالمانہ ذہنیت رکھنے والوں کا عورتوں پر ظلم و جبر غیر انسانی فعل اور غلامی ہے تو دوسری طرف مغرب میں عورتوں کے جسموں کو اشیاء بیچنے اور منافع کمانے کے لئے استعمال کرنا بھی ان کی نجات نہیں ہے۔

واضح رہے کہ دنیا کی آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے اور انسانی زندگی کا دار و مدار جتنا شوہروں پر ہے اتنا ہی زوجات پر بھی ہے جبکہ فطری طور پر عورتیں خلقت کے انتہائی اہم امور سنبھال رہی ہیں۔ خلقت کے بنیادی امور جیسے عمل پیدائش اور تربیت اولاد عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کا مقام بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے ایک شوہر اپنی بیوی کو ایسی مخلوق کے طور پر دیکھے کہ جو بلند انسانوں کی پرورش کر کے معاشرے کی فلاح و بہبود اور سعادت و کامرانی کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔ تب اندازہ ہوگا کہ زوجہ کے حقوق کیا ہیں اور گھر اور معاشرے میں اس کی آزادی کی نوعیت کیا ہے۔ اگرچہ ایک کنبہ تو میاں بیوی دونوں سے مل کے تشکیل پاتا ہے اور دونوں ہی اس کے معرض وجود میں آنے اور بقا میں بنیادی کردار کے حامل ہیں لیکن گھر کی فضا کی طمانیت اور آشیانے کا سکھ و چین زوجہ اور اس کے زمانہ مزاج پر موقوف ہے۔ انسان کو جن چیزوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے ان میں ایک سکون و چین ہے۔ انسان کی خوش بختی اس میں مضمر ہے کہ ذہنی تلاطم اور اضطراب سے محفوظ و مطمئن رہے۔ انسان کو یہ نعمت کنبہ اور خاندان سے ملتی ہے، سب کی حقیقت و ماہیت ایک ہے۔ سب ایک ہی حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ سب کا جوہر اور سب کی حقیقت ایک ہے۔ البتہ بعض خصوصیات کے لحاظ سے کچھ فرق ضرور ہے چنانچہ ان کے فرائض بھی الگ الگ ہیں۔

اس لئے لازم ہے کہ دونوں مخالف صنف ایک دوسرے کی معیت میں طمانیت حاصل کریں۔ جس طرح گھر میں داخل ہونے پر داخلی فضا پر محیط سکون و چین، مہربان، محبتی اور امانت دار اور پاکدامن بیوی پر نظر پڑنا ایک شوہر کے لئے باعث سکون و طمانیت ہوتا ہے۔ عین اسی طرح ایک بیوی کے لئے بھی ایسے میاں اور ایسے مہربان و صالح سر تاج کا وجود، جو اس سے محبت کرے اور مستحکم قلعے کی مانند اس کا پاسبان ہو، باعث سکون و اطمینان اور موجب خوش بختی و سعادت ہوتی ہے بالفاظ دیگر شوہر کو قلبی سکون کے لئے گھر کی فضا میں بیوی کی ضرورت ہوتی ہے اور بیوی کو سکون و چین کے لئے گھر میں شوہر کی احتیاج ہوتی ہے۔ اس طرح دونوں کو سکون و چین کے لئے ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔

اسلام خاندان کے اندر نیک بیوی کے کردار کو اتنی زیادہ اہمیت دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک پاکدامن بیوی نے خاندان کے فریضے کو سنبھالنا ہے تاکہ اس معاشرے کی انسانی نسلیں باشعور اور قابل افتخار ہوں۔ اس لئے میاں بیوی کا معاملہ، گھر اور خاندان کا معاملہ بہت ہی اہم اور حیاتی نوعیت کا ہے۔ یعنی اگر بیوی خاتون خانہ کے بجائے بہت بڑی ماہر ڈاکٹر یا ایجوکیشنلسٹ بن جائے مگر گھر کے فرائض سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو یہ اس کے لئے ایک بڑا نقص اور کمی ہے۔ گھر کی مالکہ کا وجود ضروری ہے، بلکہ گھر کا محور ہی یہی ہے۔ جاہلانہ

عادات و اطوار ہیں جس کی بنیاد میاں بیوی کچھ کام ایسے کر جاتے ہیں، *جن کا اسلام اور اس کے نورانی احکامات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے* اور جس کے سبب بالآخر ان کا گھرا جڑ جاتا ہے۔ میاں بیوی کی اسلامی تربیت ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کنبہ اپنے شایان شان مقام و منزل پر پہنچ گیا ہے۔ اگر معاشرے میں دونوں علم و اخلاقی کمالات پر فائز ہو جائیں تو گھر کی فضا زیادہ پاکیزہ اور محبت آمیز ہو جائے گی، بچوں کی درست تربیت ہو سکے گی، جسے معاشرہ سدھر جائے گا، زندگی کی مشکلات زیادہ آسانی سے برطرف ہوں گی۔

مرد اور عورت دونوں کے مزاج کی کچھ الگ الگ خصوصیات ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مرد کو عورت سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ گھر کے اندر وہ اس کے شانہ بشانہ کام کرے، زوجہ پر شوہر کا جاہلانہ انداز میں اپنی طاقت کے استعمال، زیادہ روی، تحکمانہ رویے اور جبر و اکراہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ مرد مالک ہے اور گھر کے کام، بچوں کی نگہداشت وغیرہ کو اس نے ایک سینئر نوکر کے سپرد کر دیا ہے اور وہ سینئر نوکر اس کی عورت ہے وہ جس طرح چاہے جاہلانہ تحکمانہ برتاؤ کر سکتا ہے۔ مرد نے جاہلانہ تحکمانہ رویہ اپنایا، عورت کو خادمہ کی حیثیت سے دیکھا تو یہی جھگڑے کی جڑ ہے۔

اسی طرح ایک بیوی اپنے شوہر سے عورتوں جیسا برتاؤ اور اسلوب کی توقع نہ رکھے۔ دونوں کے مزاج اور فطرت کے الگ الگ تقاضے ہیں اور انسانی معاشرے میں، میاں بیوی کے سماجی نظام کی مصلحت اسی میں ہے کہ گھروں کے اندر ایک صنف اپنے دوسرے صنف کے مزاج اور ان کے فطری تقاضوں کا مکمل طور پر لحاظ رکھے۔ اگر اس کا خیال رکھا گیا تو دونوں کی خوش بختی و کامیابی کی راہ ہموار ہوگی اور پھر کسی کو بھی دوسرے کے ساتھ زیادتی اور نا انصافی کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

گھر کے اندر جہاں میاں بیوی کے درمیان گہرا محبت و الفت کا رشتہ ہے، دونوں ایک دوسرے کے کام بڑے شوق اور رغبت سے انجام دیتے ہیں۔ لیکن رغبت اور دلچسپی سے کوئی کام انجام دینا اور بات ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے یا اپنے انداز سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ عورت ایک خادمہ کی طرح مرد کی خدمت کرے اور اسے اپنا فرض سمجھے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کا یہ رشتہ بڑا گہرا اثر چھوڑتا ہے دیگر رشتوں پہ کیونکہ اس رشتہ کے بعد ہی ایک خاندان میں دیگر رشتے وجود میں آتے ہیں اب اس رشتہ کے علاوہ ماں باپ اور پھر بہن بھائی کے رشتوں میں خلوص و ہمدردی پہلے رشتے یعنی میاں بیوی کے رشتے کے اثرات سے متاثر ہو کر قائم ہوتے ہیں لہذا بہتر طرز زندگی کے لئے سب سے پہلے اس بنیادی رشتے کی حیثیت کو اصل بنیاد پہ مستحکم ہونے کی ضرورت ہے۔

واضح رہے کہ اسلام نے عورت کو اپنے شوہر کی خادمہ نہیں بلکہ اس کی شریک حیات قرار دیا ہے۔ اسی طرح دیگر رشتے بھی آقا اور غلام کی حیثیت نہیں بلکہ عزت و احترام سے جڑ کر احساس اور ذمہ داریوں کے رشتے ہیں چاہیں وہ باپ بیٹی کا رشتہ ہو یا بھائی اور بہن کا سب رشتوں کی کچھ حدود متعین ہیں اگر ان حدود میں رہتے ہوئے اپنے اپنے حقوق و فرائض نبھائے جائیں تو معاشرتی بگاڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سے متعلق ہر مسلمان مرد اور عورت کو آگاہی ہونی چاہیے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کسی قسم کے ناروا سلوک اور ظلم کے مرتکب نہ ہوں۔